مومن کے خصائل

جناب سیّد اسعد گیلانی صاحب

(۲)

علمِ حق و صداقت کا حصول مسلمان کے لیے علمِ حق و صداقت دینِ اسلام ہے اور اس کے حصول کے دو ہی سرچشمے ہیں، قرآن و سنّت۔ انسانوں کے مالک کی مرضی قرآن سے معلوم ہوتی ہے اور اس مرضی کو پورا کرنے کا طریقہ اس قرآن کو لانے والے رسول اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ ہمارا مالک ہم سے کیا چاہتا ہے اور کس طرح چاہتا ہے یہ بات ہمیں رسول اکرمؐ کی تعلیمات کو جانے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ایک داعیٔ حق کے لیے قرآن سے تعلق جوڑے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ ایک ہی واحد کتابِ صداقت و ہدایت ہے۔ اب ساری ہدایت اس کے اندر ہے۔ اس سے باہر ہدایت و صداقت نہیں ہے جو شخص ہدایت کا متلاشی اور صداقت کی پیروی کرنا چاہتا ہے وہ اس کتاب سے استفادہ کیے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ زمین پر خدائے بزرگ و برتر کی یہ ایک ہی آواز ہے جس کی پکار پر قدم بڑھائے بغیر انسان فلاح نہیں پا سکتا — اس لیے قرآن کا پڑھنا، اس کے مضامین کو سمجھنا اور اس کی ہدایات کو زیادہ سے زیادہ اپنے اندر جذب کرنا، اسے حفظ کرنا، اسے اپنے سینے میں محفوظ کرنا اور اس کے سانچے میں ڈھل جانے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ حقیقی ہدایت اس قرآن کو لانے والے پاک اور معصوم انسان کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعی کرنا ہے اس لیے کہ وہی خدا کے مطلوبہ معیار کے کامل نمونہ کے انسان ہیں۔ اور جس کسی نے خدا کی مرضی کو انسانی کردار میں منعکس دیکھنا ہو وہ رسول اکرمؐ کے کردار و اخلاق میں ہی دیکھ سکتا ہے اور جس کسی کو حق لوٹتے

ہوئے اپنے کانوں سے سُنا ہو۔ وہ حضورؐ اکرم کے ارشادات کو سُن سکتا ہے۔ غرض حق وصداقت کا سرچشمہ قرآن وسنّت ہی ہیں۔

مطالعۂ سیرت صحابہ وصالحین ایک اچھے مسلمان کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنّت کے سانچے میں ڈھلے اور قرآن وسنّت کے کامل نمونے کو مسلمان جس بہترین سانچے میں ڈھلا ہوا دیکھ سکتا ہے وہ صحابہ کرام اور سلف صالحین ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے کردار ہمارے لیے نمونہ ہیں جنھوں نے اپنی زندگیاں دعوتِ دین، فلاحِ انسانیت اور اشاعتِ حق کے لیے صرف کیں، جو صداقت کے پیکر، ہدایت یافتہ اور نیکی کے علم بردار تھے۔ جن کے کردار سے معروف نمایاں ہوتا اور منکر دبتا تھا۔ جن کے خصائل کے آئینے میں ہمیں معروف ومنکر کے اہتمام واجتناب کی بہترین مثال ملتی ہے۔ جو صداقت کے لیے جہاد کرنے والے، حق کے لیے گھربار چھوڑنے والے، حق کے لیے زندگیاں لگانے اور کھپانے والے اور حق کے لیے اپنی زندگیوں کی ساری مادی متاع لٹانے والے تھے۔ جن کے عمل سے ہمیں بھلائی کے راستے پر چلنے کے لیے رہنمائی ملتی ہے۔ جن کے کام سے ہمیں نمونہ اور اپنے کام میں مدد ملتی ہے۔ جنھوں نے حق ہم تک پہنچایا تو حق ہم تک پہنچا۔ اور جنھوں نے معروف ومنکر کو اپنے کردار سے نمایاں کیا تو وہ ہم پر واضح ہوا۔ ان کی خدا ترسی، خشیت الٰہی، معاملات کی خوبی، عبادات کا انہماک، کردار کی بلندی، اللہ اور رسول سے وفاداری اور دین کے لیے قربانی وایثار سے ہمارے سامنے درخشاں مثالیں قائم ہوتی ہیں اور جن کے نقشِ قدم پر چل کر ہم راہ ہدایت پاتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لیے ان کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا اور ان کی زندگیوں کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنانا بے حد ضروری ہے۔

تعلق باللہ ایک مسلمان کے لیے سب سے مضبوط لنگر اس کے مالک کے ساتھ اس کا گہرا، جاندار، پائیدار اور مضبوط تعلق ہے۔ اس کا یہ احساس کہ وہ جس کا کام کر رہا ہے وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ قضا وقدر کے کارکن اس کے غیبی کارندے اس کی مدد کر رہے ہیں، اس کی پشت پناہی اسے حاصل ہے۔ وہ زندہ وپائندہ حی وقیوم، قادرِ مطلق اور مختارِ کل ہستی کا کارندہ اور اس سے وابستہ ہے۔ وہ ہستی قدم قدم پر اس کی دستگیری کرتی ہے۔ وہ فرد فرد کے دل میں اس کی محبت پیدا کرتی ہے۔ وہ کھلے اور چھپے اندھیرے اور اجالے میں اس کی محافظ اور پشت پناہ

ہے جس کی قدرتِ کاملہ سے باہر کوئی پر بھی نہیں ہلا سکتا۔ وہ اس کی زیرِ لب دعاؤں کو بھی سنتا ہے اور اس کے دل کے اضطراب کو بھی جانتا ہے۔ وہ ہستی اس کے سامنے ہے جس پر ایمان لانا ہر ایمان سے مقدم ہے، جس سے خوف کھانا ہر خوف سے مقدم ہے۔ جس کی رضا چاہنا دوسرے ہر کسی کی رضا سے مقدم ہے۔ جس کی عبادت میں انہماک دوسرے ہر انہماک سے مقدم ہے جس سے گہرا تعلق ہر دوسرے تعلق سے مقدم ہے۔ وہی ہر بات کا مرکز، ہر دوڑ دھوپ کا محور، اور ہر ایثار و قربانی کا مقصود ہے۔ اس کی رضا کا حصول ہمارا سرمایۂ زندگی ہے اور اس کی رضا کے حصول کے لیے سب کچھ حاضر اور قربان ہے۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

"ہماری نماز اور قربانی، زندگی اور موت اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔"

ایک مسلمان میں یہ توانائی ہو کہ وہ اللہ کے لیے ہر محبت قربان کر سکے۔ اور اس کی خاطر ہر کسی کا غصہ برداشت کر سکے۔ اس کے لیے ہر نقصان گوارا کر سکے۔ اور اس کی حمیت میں اپنا سب کچھ قربان کر سکے۔ جو اس کے دشمن ہیں وہ ان کا دشمن ہو جائے اور جو اس کے دوست ہیں وہ ان کا خادم بن جائے۔ اس طرح مالک کی صفات کے ایک ایک پہلو کو سامنے رکھ کر اس سے محبت بھی کرے اور اس سے خوف بھی کھائے۔ اس کے احکام کی خلاف ورزی کے مقابلے میں آگ میں گر جانا اسے قبول ہو اور اس کا ذکر اسے ہر دوسرے ذکر سے زیادہ محبوب ہو۔ اس کی بندگی کے لیے وہ نماز پڑھے، اس کو خوش رکھنے کے لیے وہ روزہ رکھے۔ اور اس کی رضا کے لیے وہ اس کی راہ میں خرچ کرے۔ بس اپنے مالک کے ساتھ جب اس کا تعلق درست اور راست ہو جائے تو پھر ایک مسلمان کے روحانی کردار کی بنیاد مضبوط ہو جاتی ہے اور اللہ پر ایمان لانے کے لیے ضروری تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔ ایک مومن کو اپنے مالک کے ساتھ ایسا ہی تعلق پیدا کرنا چاہیے۔

محبتِ رسولؐ اللہ کے بعد دوسری ہستی جس سے ایک مسلمان کے لیے بے پناہ محبت جزوِ ایمان ہے۔ وہ رسولؐ اکرم کی ذاتِ اقدس ہے۔ جنھوں نے انسانیت کو دوزخ کے گڑھے سے نکال کر جنت کے راستے پر ڈالا۔ جنھوں نے انسانوں کو تباہی سے ہٹا کر سلامتی کی طرف رہنمائی کی، جنھوں نے مصائب اٹھا کر ہمارے لیے ایمان و اسلام اور رضائے الٰہی کے حصول کے مواقع پیدا کیے۔

جنھوں نے ہجرت اختیار کرکے ہمارے لیے کفر سے ایمان کی طرف آنے کا راستہ ہموار کیا۔ جنھوں نے کفر سے ٹکرا کر حق و باطل کا امتیاز نمایاں کیا۔ جو انسانیت کے قائد و سالار اور رحمۃ للعالمین ہیں جو قیامت تک کے لیے تمام انسانیت کے مستقل رہنما اور قائد ہیں۔

حضورؐ اکرم نے انسانیت کو تہذیب کا درس دیا۔ انسان کو وحشت و درندگی سے شرافت و مدنیت کا درس دیا۔ جہالت کے اندھیرے سے علم کی روشنی کی طرف رہنمائی کی جنھوں نے ہمیں بہترین قانونِ عدل عطا فرمایا۔ انسانی مساوات و مواخات دی۔ آقا و غلام کا فرق مٹایا۔ عورت کو بلند درجہ دے کر اُسے مرد کا ساتھی اور رفیق بنایا۔ اور ماں کے پاؤں کے نیچے جنت کا نشان بتایا۔ جنھوں نے چھوٹوں کو بڑوں کا ادب کرنا سکھایا۔ اور بڑوں کو چھوٹوں پہ مہربانی اور شفقت کی تعلیم دی۔ جن سے بڑھ کر رحیم و کریم انسان نہ ان سے پہلے دُنیا میں آیا اور نہ ان کے بعد آئے گا۔ جو سراپا رحمت، سراپا شفقت اور پسماندہ انسانیت کے محافظ و سرپرست تھے۔ ہمارا ان سے محبت کرنا صرف اعترافِ احسان ہی نہیں، بلکہ جزوِ ایمان بھی ہے اور جس دل میں ان کی محبت نہیں ہے، اس میں ایمان کی رمق بھی موجود نہیں ہے۔ ایک داعیِ حق کے لیے ان کی محبت مشعلِ راہ اور ان کی پیروی عزیمت و استقامت کا معیار ہے۔

فکرِ آخرت خدا اور رسول کی محبت کے ساتھ ہی فکرِ آخرت بھی مومن کا جزوِ ایمان ہے۔ آخرت کو ترجیح دینا اور دُنیا کے مقابلے میں آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرنا ایک مسلمان کا فرضِ اوّلین ہے۔ وہ دُنیا میں مگن لوگوں کو آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ قرآن بتاتا ہے کہ حقیقی اور کامل زندگی آخرت ہی میں ہے۔ دُنیا اس کے مقابلے میں یوں ہے جیسے سمندر کے مقابلے میں شبنم ہوتی ہے۔ دُنیا تو اچھے اور بُرے دونوں قسم کے لوگوں کی آبادی ہے۔ لیکن آخرت میں جاکر دونوں قسم کی آبادیاں الگ الگ ہوجانے والی ہیں۔ بُروں کے لیے دوزخ کی آبادی ہوگی اور یہ بہت ہی ہولناک آبادی ہے۔ اور اچھوں کے لیے جنت ہوگی اور وہ بڑی ہی خوشگوار اور دل خوش کن آبادی ہے۔ آخرت میں جاکر دُنیا کی ساری آبادی ان دو آبادیوں میں تقسیم ہوجائے گی اور تقسیمِ آبادی کا اُصول دُنیا کی زندگی کا عمل ہوگا۔

انسان نے اس دُنیا میں کس طرح زندگی گزاری۔ خدا کا وفا شعار بندہ بن کر گزاری یا باغی اور

سرکش انسان بن کر گزاری۔ اس کی زندگی اطاعت کی زندگی تھی یا بغاوت کی زندگی۔ اس بات کا امتحان کہ ایک شخص اپنے حقیقی مالک کو پہچانتا ہے اور اس کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ یہ کام دُنیا میں ہی ممکن ہے۔ یہاں مالک حقیقی کی ذات آیات و علامات کے پیرائے میں پنہاں ہے۔ اور اس کی طرف چلنے میں مصائب بھی آتے ہیں اور اس کی طرف جانے میں شیطان کے خوشنما جال بھی رکاوٹ بنتے ہیں۔ آخرت کا احساس تو صرف ضمیر کرتا ہے اور دُنیا کی شیرینیوں کا احساس انسان کا ظاہری رونگٹا رونگٹا کرتا ہے۔ یوں انسان کو امتحان میں ڈالا گیا ہے۔ اور ایک داعیٔ حق کا کام یہ ہے کہ وہ حقیقت کو پہچانے اور راہ راست پر خود بھی چلے اور دوسروں کو بھی اسی راستے پہ چلنے کی دعوت دے۔

آخرت کے احساس کی پرورش کے مختلف اور متعدد ذرائع ہیں جن میں سب سے اہم ذریعہ قرآن و سنّت کی آیاتِ انذار اور مناظرِ قیامت کا مطالعہ ہے۔ پھر بزرگوں کے احساسِ آخرت کو بیدار کرنے والے واقعات و احوال ہیں۔ پھر گاہے گاہے گورِ غریباں میں جاکر آخرت کے مسافروں کے آخری نشانات قبروں کے درمیان کچھ وقت گزارنا ہے۔ پھر کبھی کبھی ہسپتال جاکر بیماروں سے ملاقاتیں اور ان کے حالات سے آگاہی ہے۔ اس طرح ایک داعیٔ حق آخرت کی فکر رکھنے والوں کے درمیان رہ کر فکرِ آخرت کا احساس مزید بڑھا سکتا ہے۔

اسلامی کردار کا ایک قرآنی خاکہ ایک مثالی مسلمان کے کردار کا قرآن نے بھی ایک خاکہ پیش کیا ہے۔ ہر مومن بنیادی طور پر مجاہد ہوتا ہے۔ تبلیغِ دین کا عمل ایک مسلسل اور پیہم جہادِ اکبر ہے۔ حضورؐ نے غزوہ تبوک سے واپسی پہ مدینہ کی طرف سفر کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف جارہے ہیں۔ اس لیے کہ نفس کو اللہ کا مطیع و فرمانبردار بناکر رکھنا اور اُسے اللہ کی مرضیات کے تابع کرنا بہت بڑا جہاد ہے اور یہ جہاد ہی مومن کی ساری زندگی کا شعار ہے۔

چنانچہ قرآن نے ایک اچھے مسلمان کا جو خاکہ پیش کیا ہے۔ وہ سورہ الفرقان کے دوسرے رکوع میں اس طرح درج ہے۔

رحمٰن کے اصل بندے وہ ہیں جو:۔

—— زمین پر نرم چال چلتے ہیں۔

—— جاہل ان کے منہ آئیں تو سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔

—— اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

—— خرچ میں نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں۔ بس دونوں کے درمیان اعتدال رکھتے ہیں۔

—— خدا کے سوا کسی اور کو معبود بنا کر نہیں پکارتے۔

—— کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے۔

—— زنا نہیں کرتے۔

—— جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے۔

—— لغو چیز پر گزر ہو تو شریفانہ گزر جاتے ہیں۔

(سورۃ الفرقان)

مزید اوصاف سورۃ المومنون میں بتائے گئے۔

—— اپنی نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرتے ہیں۔

—— زکوٰۃ پر عامل ہوتے ہیں۔

—— اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

—— اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کا پاس کرتے ہیں۔

پھر سورۃ لقمان میں مومن کو مزید تہذیب سکھائی گئی۔

—— لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر۔

—— زمین میں اکڑ کر نہ چل۔

—— اپنی چال معتدل رکھ۔

پھر سورۃ توبہ میں اچھے مسلمان کے مزید خدوخال نمایاں کیے گئے۔

—— توبہ کرنے والے۔

—— عبادت کرنے والے۔

—— خدا کی حمد کرنے والے۔

—— خدا کی راہ میں سفر کرنے والے۔

—— رکوع و سجود کرنے والے۔

—— نیکی کا حکم دینے والے۔

—— بدی سے روکنے والے۔

—— حدود الٰہی کی حفاظت کرنے والے۔

غرض اس طرح قرآن و حدیث کے صفحات میں جا بجا ایک مثالی مومن کے کردار کی حسین و جمیل جھلکیاں بکھری ہوئی ہیں جنہیں آسانی سے چن چن کر مسلمان کے خوشنما کردار کا ایک عمدہ گلدستہ تیار کیا جا سکتا ہے۔ (باقی)

(بقیہ عالم اسلام اور یہودی سازش)

یہودی کتنے ہی چالاک اور سازش گر ہوں، مگر سب کچھ وہی نہیں ہیں۔ اس کائنات کو مدبر و حکیم خداوند تعالیٰ چلا رہا ہے۔ وہ افراد کو اور اقوام کو ایک حد تک آزادی دیتا ہے، ورنہ پھر ان کی گرفت کر ڈالتا ہے۔ اور اس کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جب کبھی یہ (یہودی) جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں، اللہ اس کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ یہ زمین میں فساد پھیلانے کی سعی کرتے ہیں، مگر اللہ فساد برپا کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔" (مائدہ - ۶۴)